محمد وسیم اختر مفتی

# حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

(۱)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت عمار عظیم المرتبہ والدین یاسر بن عامر (بن مالک) عنسی اور سمیہ بنت خباط کے فرزند تھے۔ ابن عبدالبر نے حضرت عمار کے نسب میں ان کے دادا عامر کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت عمار کا شجرۂ نسب یعرب بن قحطان سے جا ملتا ہے جو ایک قول کے مطابق اس دنیا میں عربی بولنے والے پہلے شخص تھے۔ یعرب کی دسویں نسل میں زید بن مالک (مذحج) ہوئے جو اپنے لقب عنس سے مشہور ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر کا قبیلۂ عنس انھی کے نام سے منسوب ہے، اسی لیے حضرت عمار عنسی اور مذحجی، دونوں نسبتوں سے جانے جاتے ہیں۔ یمن کے خراب حالات اور خشک سالی کے باعث حضرت یاسر کا ایک بھائی اپنے کئی ہم وطنوں کی طرح گھر سے بھاگ نکلا تو وہ اپنے دو دوسرے بھائیوں حارث اور مالک کو لے کر اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے بے سہارا لوگوں کی جاے پناہ مکہ پہنچ گئے۔ بھائی نہ ملا تو حارث اور مالک تو مایوس ہو کر وطن واپس چلے گئے، لیکن حضرت یاسر کو مکہ ایسا بھایا کہ وہیں بس گئے۔ انھوں نے قبائلی رواج کے مطابق بنومخزوم کے سردار، ابوجہل کے چچا ابوحذیفہ (مہشم بن مغیرہ) کے ساتھ جینے مرنے کا حلف اٹھا لیا۔ ابوحذیفہ نے حضرت یاسر کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا، پھر بنولخم سے تعلق رکھنے والی اپنی باندی سمیہ بنت خباط (یا خیاط) سے ان کی شادی کر دی۔ ۵۷۰ء کو عام الفیل کہا جاتا ہے، کیونکہ اس سال ہاتھیوں کی فوج لے کر خانۂ کعبہ پر حملہ کرنے والے ابرہہ کو عبرت ناک انجام کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی سن میں یا ۵۶۶ء میں حضرت یاسر کے ہاں حضرت عمار کی ولادت ہوئی، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا سال بھی یہی ہے، تاہم حضرت عمار آپ سے کچھ بڑے تھے۔

ابوحذیفہ کی وفات بعثت نبوی سے پہلے ہوئی، انھوں نے اپنی زندگی ہی میں حضرت یاسر اور حضرت عمار کو آزاد کر دیا تھا، تاہم حضرت یاسر کا کنبہ بنومخزوم ہی میں رہا۔ عبداللہ (یا عبود) اور حریث (یا حویرث) حضرت عمار کے بھائی تھے۔ ابن سعد نے سلمہ بن ازرق کو حضرت عمار کا ماں جایا قرار دیا ہے، کئی علماے رجال نے اس کی تائید کی، لیکن ابن حجر نے سختی سے تردید کی ہے۔ ابوالیقظان حضرت عمار کی کنیت تھی۔

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ سے شادی کے واقعات بیان کرتے تو حضرت عمار بن یاسر کہتے: میں سیدہ سے آپ کی شادی کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں آپ کا ہم عمر، دوست اور راز دان تھا۔ ایک دفعہ آپ کے ساتھ باہر نکلا۔ حزورہ کے بازار میں ہمارا گزر حضرت خدیجہ کی بہن پر ہوا جو کھالیں بیچ رہی تھیں، انھوں نے مجھے بلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے رہے، جبکہ میں آگے بڑھ کر ان کی بات سننے گیا۔ انھوں نے پوچھا: تمھارا یہ ساتھی کیا خدیجہ سے بیاہ کرنا چاہے گا؟ میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے جواب فرمایا: کیوں نہیں، میرے دین کی قسم۔ میں نے واپس جا کر آپ کی آمادگی کی خبر دی تو حضرت خدیجہ کی بہن نے کہا: کل صبح ہمارے گھر آ جانا۔ حضرت خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد نے آپ سے حضرت خدیجہ کی نسبت طے کی اور انھی کی سرپرستی میں شادی سرانجام پائی۔ یہ روایت کہ حضرت خدیجہ کے والد نے نشے میں دھت ہو کر رشتہ دیا، قطعی طور پر درست نہیں۔ خویلد بن اسد تب زندہ ہی نہ تھے، وہ تو اس واقعہ سے پانچ برس پہلے ہونے والی جنگ فجار (۵۸۹ء) سے بھی قبل وفات پا چکے تھے۔

حضرت عمار بن یاسر 'اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* میں شامل تھے۔ ابن اسحاق کی مرتب کردہ فہرست کے مطابق ان سے پہلے اکاون اصحاب نے اسلام قبول کیا، جبکہ ابن سعد کہتے ہیں کہ تیس سے کچھ اوپر اصحاب حضرت عمار سے پہلے مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ حضرت صہیب اور حضرت عمار بن یاسر کو ایک ہی دن ایمان کی نعمت ملی۔ اس کا حال حضرت عمار نے یوں بیان کیا ہے کہ دار ارقم کے دروازے پر حضرت صہیب بن سنان سے میری ملاقات ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا: کیسے آئے ہو؟ یہی سوال انھوں نے مجھ سے کر دیا، میں نے بتایا: میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر ان کا کلام سننا چاہتا ہوں۔ حضرت صہیب نے کہا: میرا منشا بھی یہی ہے۔ دونوں اندر داخل ہوئے، آپ نے اسلام کی دعوت پیش کی تو ہم دونوں مسلمان ہو گئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ دن ہم نے وہیں گزارا اور رات کے وقت چھپتے چھپاتے واپس لوٹے۔ اپنی سبقت الی الاسلام حضرت عمار نے اس طرح ذکر کی ہے:

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔



www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

’’میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ زمانہ دیکھا ہے جب پانچ غلاموں، دوعورتوں اور ابوبکر کے علاوہ کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا‘‘ (بخاری، رقم ۳۶۶۰)۔ پانچ غلام حضرت بلال، حضرت زید بن حارثہ، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت ابوفکیہہ اور حضرت شقران (یا یاسر یا خود عمار) تھے۔ عورتیں حضرت خدیجہ اور حضرت ام ایمن (یا سمیہ) تھیں۔ حضرت عمار نے حضرت علی کا ذکر نہ کیا، کیونکہ وہ چھوٹے تھے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ تب کئی اہل ایمان، ایمان کی طرف سبقت کر چکے تھے، لیکن وہ ان مذکورہ مسلمانوں کی طرح اسلام کا اظہار نہ کرتے تھے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں تشریف لاتے تو حضرت خباب بن ارت، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابوفکیہہ یسار اور حضرت صہیب رومی فرط عقیدت سے آپ کو گھیر لیتے۔ یہ سب قریش کے غلام تھے، اسی لیے ان میں سے جو زیادہ سرکش تھے، ٹھٹھا کرتے اور کہتے: دیکھو! یہ ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی، یہی ہیں وہ لوگ جنھیں اللہ نے ہدایت وحق کے لیے ہمارے بیچ میں سے چن لیا ہے۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت میں کوئی بھلائی ہوتی تو ہمارے بجائے یہ لوگ اس کی طرف سبقت نہ کرتے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں اصحاب رسول مکہ کی گھاٹیوں میں چھپ چھپ کر نماز پڑھتے۔ ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عمار بن یاسر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت خباب بن ارت اور حضرت سعید بن زید مل کر نماز ادا کر رہے تھے کہ ابوسفیان، اخنس بن شریق اور دوسرے مشرکوں نے دیکھ لیا۔ انھوں نے ان مسلمانوں کو گالیاں نکالیں، برا بھلا کہا اور مارنے کو دوڑے۔ حضرت سعد نے ایک مشرک (عبداللہ بن خطل) کو اونٹ کے جبڑے کی ہڈی دے ماری تو وہ زخمی ہو گیا۔ یہ شرک و اسلام کی کشمکش میں نکلنے والا پہلا خون تھا۔

اسلام کا سورج طلوع ہو رہا تھا کہ مشرکوں نے مستضعفین پر تشدد سے اندھیر کر دیا۔ دھوپ نکل آتی اور مکہ کا صحرا خوب تپ جاتا تو بنومخزوم حضرت عمار بن یاسر اور ان کے والدین کو جلتی ہوئی ریت پر ڈال دیتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا تو فرماتے: صبر کا دامن پکڑے رکھو، آل یاسر! تمھارے لیے جنت کا وعدہ ہے (مستدرک حاکم، رقم ۵۶۶۶)۔ کبھی وہ ان کے سینے پر پتھر رکھ دیتے۔ حضرت عثمان بن عفان بتاتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی وادی میں جا رہے تھے کہ دیکھا کہ حضرت یاسر، حضرت سمیہ اور حضرت عمار پر تشدد کیا جا رہا تھا۔ حضرت یاسر پکارے: کیا ہمیشہ ہی یہی ہوتا رہے گا؟ آپ نے جواب دیا: صبر کا دامن تھامے رکھو، اے اللہ! آل یاسر کی مغفرت کر دے اور یقیناً تو نے ایسا کر دیا ہے (احمد، رقم ۴۳۹)۔ ایک بار مشرکوں نے حضرت عمار کے سر کو آگ لگا دی تو آپ نے دعا فرمائی: اے آگ! عمار کے لیے اسی طرح ٹھنڈی ہو کر سلامتی کا باعث بن جا، جس طرح ابراہیم علیہ السلام

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

کے لیے بنی تھی۔ بنومخزوم کی ایذاؤں کی تاب نہ لاتے ہوئے پہلے حضرت عمار کے والد حضرت یاسر خالق حقیقی سے جا ملے، پھر ان کی والدہ حضرت سمیہ ابوجہل مخزومی کے غیر انسانی تشدد کا شکار ہو کر شہادت سے سرفراز ہوئیں۔ حضرت عمار بن یاسر پر اس قدر ظلم ڈھایا جاتا کہ وہ بھوک پیاس اور تکلیف سے بیٹھ سکتے نہ انھیں پتا چلتا کہ کیا بول رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام کا علانیہ اظہار ان سات نفوس قدسیہ نے کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمار بن یاسر، ان کی والدہ حضرت سمیہ، حضرت صہیب رومی، حضرت بلال حبشی اور حضرت مقداد بن اسود (یا خباب)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اللہ نے آپ کے چچا ابوطالب کے ذریعہ کی، حضرت ابوبکر کے دفاع کا ذریعہ ان کی قوم بنی، باقی پانچوں کمزور حیثیت رکھنے والے مسلمانوں کو جن کا مکہ میں کنبہ تھا نہ مددگار، مشرکین لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ کی تپش دیتے۔ غلام ہونے کی وجہ سے کوئی ان کی طرف سے مزاحمت نہ کرتا۔ ان میں سے کوئی نہ تھا جس نے مشرکین کی بات نہ مانی، حضرت بلال ہی تھے جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کی پروا نہ کی، ان کی قوم کو بھی ان کا خیال نہ ہوا۔ کافروں نے ان کو بچوں کے حوالے کر دیا، وہ انھیں پکڑ کر مکہ کی گھاٹیوں میں گھومتے پھرے، وہ ''اللہ ایک ہے''، ''اللہ ایک ہے'' کی صدا لگاتے رہے (احمد، رقم ۳۸۳۲۔ ابن ماجہ، رقم ۱۵۰)۔ راوی کی یہ بات درست نہیں کہ حضرت بلال کے علاوہ سزائیں جھیلنے والے ہر اولوالعزم نے مشرکوں کی مانگ پوری کی، یعنی بظاہر کفریہ کلمات کہہ کر تقیہ سے کام لیا۔ حضرت عمار بن یاسر، البتہ اس زمرہ میں ضرور شامل ہوئے۔ انھیں تپتی دھوپ میں لٹا کر ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا یا پانی میں ڈبکیاں دے کر ایذا دی جاتی۔ ایک بار انھیں کہا گیا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دے دو، لات وعزیٰ کی تعریف کر دو تو ہم تجھے چھوڑ دیتے ہیں۔ شدت تکلیف سے عاجز آ کر انھوں نے یہ سب کہہ دیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے روتے اور آنکھیں ملتے ہوئے آئے۔ آپ نے سوال فرمایا: تم اپنے دل کو کس کیفیت میں پاتے ہو؟ جواب دیا: میں اسے ایمان پر مطمئن پاتا ہوں۔ فرمایا: دوبارہ ایسی صورت حال پیش آئے تو پھر یہی کچھ کرنا۔ اس موقع پر یہ ارشاد ربانی نازل ہوا:

مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ وَلٰـكِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡكُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ. (النحل ۱۶: ۱۰۶)

''جس شخص نے ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کیا، وہ نہیں جو کفر پر زبردستی مجبور کیا گیا، اس حال میں کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا، بلکہ وہ جس نے شرح صدر کے ساتھ کفر کا ارتکاب کیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ٹوٹے گا اور ان کو بڑا سخت عذاب ملے گا۔''

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

حضرت عمار بن یاسر قمیص اتارے ہوئے تھے کہ کسی نے دیکھا کہ ان کی کمر پر ورم اور زخموں کے کئی نشانات ہیں۔ پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے بتایا: یہ ریگ زار مکہ میں قریش کی پہنچائی ہوئی ایذاؤں کے نشان ہیں۔

نبوت کے پانچویں سال جب مشرکین قریش کی ایذا رسانیاں حد سے بڑھ گئیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ سیرت نگاروں کو اس امر کا یقین نہیں کہ مہاجرین حبشہ میں حضرت عمار بن یاسر بھی شامل تھے۔ اگر وہ حبشہ گئے تھے تو ان تینتیس اصحاب میں سے ایک تھے جو مشرکین مکہ کے ایمان لانے کی غلط اطلاع سن کر واپس لوٹ آئے تھے۔

تیرہ سال کے پر مشقت دور کے بعد بھی قریش مکہ کی بڑی تعداد اسلام سے بے رغبت رہی، جبکہ یثرب کے باسی دین حق کی طرف مائل ہونے لگے۔ تب اللہ کے نبی کو اس شہر کی طرف ہجرت کا اذن مل گیا۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت عمرو بن ام مکتوم مدینہ پہنچے۔ یہ دونوں انصار کو قرآن سکھاتے تھے۔ ان کے بعد حضرت بلال (سعد) اور حضرت عمار بن یاسر نے شہر نبی کو ہجرت کی۔ پھر حضرت عمر بیس صحابہ کے جلو میں وارد ہوئے (بخاری، رقم ۳۹۲۵۔ احمد، رقم ۱۸۴۲۱)۔ ابن سعد کی روایت مختلف ہے، وہ کہتے ہیں: حضرت ابوسلمہ نے پہلے مہاجر ہونے کا شرف حاصل کیا، ان کے بعد حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عبداللہ بن جحش، ان کی اہلیہ اور نابینا بھائی حضرت ابواحمد عبد دار ہجرت پہنچے۔ عطاء بن ابو رباح کہتے ہیں کہ حضرت عمار نے ابوسلمہ اور ام سلمہ کے ساتھ ہجرت کی، یہ دونوں بنو مخزوم سے تھے اور حضرت عمار ان کے حلیف تھے (مستدرک حاکم، رقم ۵۶۵۳)۔ حضرت عمار نے مبشر بن عبدالمنذر کے ہاں قیام کیا۔ حضرت عمار ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ انھوں نے مضافات مدینہ میں دنیا کی پہلی مسجد، مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ انھوں نے کہا: ہمیں لازماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسی جگہ بنانی چاہیے جہاں آپ دھوپ سے بچیں اور نماز ادا کر سکیں۔ پھر انھوں نے پتھر اکٹھے کیے اور مسجد قبا بنا دی جو عہد اسلامی کی پہلی مسجد ہے (مستدرک حاکم، رقم ۵۶۵۵)۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد شہر مدینہ میں مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی۔ آپ نے آگے بڑھ کر بنا میں حصہ لیا تو ایک صحابی نے کہا:

لئن قعدنا و النبی یعمل　　لذاك منا العمل المضلل

''اگر ہم بیٹھے رہے اور نبیِ اکرم کام کرتے رہے تو یہ ہماری طرف سے گمراہی کا عمل ہوگا۔''

حضرت عمار بولے:



www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

نحن المسلمون نبتنی المساجدا

''ہم مسلمان ہیں، مسجدیں تعمیر کرتے ہیں۔''

حضرت عمار بن یاسر اینٹیں ڈھو رہے تھے۔ ایک بار ساتھیوں نے کچھ زیادہ ہی بوجھ ان پر لاد دیا تو انھوں نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ، انھوں نے تو مجھے مار ڈالا ہے۔ مجھ پر اتنا وزن ڈال دیا ہے جو وہ خود نہیں اٹھا سکتے۔ آپ کے بال گھنگرالے اور گھنے تھے، کام کرنے کی وجہ سے بکھرے ہوئے تھے۔ بالوں کی لٹ ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے فرمایا: بے چارے ابن سمیہ، یہ لوگ تجھے مارنے والے نہیں، تجھے تو ایک باغی گروہ قتل کرے گا (مسلم، رقم ۲۹۱۶)۔ حضرت علی نے یہ رجز پڑھا تو حضرت عمار بھی اسے دہراتے رہے:

لا یستوی من یعمر المساجدا

یدأب فیہ قائمًا و قاعدا

و من یری عن الغبار حائدا

''جو شخص مسجد تعمیر کرتا ہے اور اس میں قیام و قعود کو معمول بنا لیتا ہے اور وہ جو گرد و غبار سے کتراتا دکھائی دیتا ہے، برابر اور ہم پلہ نہ ہوں گے۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ایک صحابی (عثمان بن عفان یا عثمان بن مظعون) نے سمجھا کہ حضرت عمار اس پر طنز کر رہے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں لاٹھی تھی، وہ چلائے، میں اس لاٹھی سے آپ کے ناک کو نشانہ بناؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس تھے، غصہ میں آ گئے اور فرمایا: ان کا عمار سے کیا مقابلہ؟ عمار انھیں جنت کی طرف بلا رہا ہے اور یہ انھیں دوزخ کی دعوت دے رہے ہیں۔ عمار میری آنکھوں اور ناک کے بیچ والی جلد ہے (یعنی میرے اتنا قریب ہے جتنی یہ جلد ہے)۔ کسی بھی شخص کی جلد کے اس حصے کو پکڑنے کی کوشش کی جائے گی تو کامیابی نہ ہو گی۔ لہٰذا اس سے بچ کر رہو (سیرت ابن ہشام ۲/۱۰۷)۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ مسجد تعمیر کر رہے تھے، باقی اصحاب ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے، حضرت عمار دو دو اینٹیں ڈھو رہے تھے، ایک اپنی طرف سے اور دوسری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے۔ آپ نے حضرت عمار کے سر سے مٹی جھاڑی اور فرمایا: تم اپنے ساتھیوں کی طرح ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھاتے؟ حضرت عمار نے کہا: میں اللہ سے اجر چاہتا ہوں۔ آپ نے ان کی کمر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ابن سمیہ، ''لوگوں کو اکہرا ثواب اور تمھیں دگنا اجر ملے گا۔ عمار ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور یہ اسے دوزخ کی دعوت دے

رہے ہیں۔عمار، تمھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ دنیا میں تمھارا آخری کھانا دودھ کا گھونٹ ہوگا'' (بخاری، رقم ۴۴۷۔احمد،رقم ۱۱۸۰۰)۔دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا، جب حضرت عمار جنگ خندق میں خندق کھود رہے تھے (مسلم،رقم ۷۴۲۶۔احمد،رقم ۲۲۵۰۷)۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر بنانے کے لیے حضرت عمار کو قطعۂ زمین بھی عنایت کیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔حضرت انس بن مالک کے گھر میں پینتالیس مہاجرین جمع ہوئے۔آپ ایک مہاجر اور ایک انصاری کو بلاتے اور فرماتے: تم دونوں آپس میں بھائی بھائی ہو۔اس موقع پر آپ نے حضرت عمار بن یاسر کو حضرت حذیفہ بن یمان (یا ثابت بن قیس خزرجی) کا مہاجر بھائی قرار دیا۔دوسری روایت کے مطابق حضرت عمار کی مواخات حضرت ثابت بن قیس سے قرار پائی۔

حضرت عمار بن یاسر نے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ شرکت کی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

جمادی الاولیٰ ۲ھ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے شام کی طرف جانے والے قافلے کا پیچھا کرتے ہوئے مدینہ سے نکلے۔آپ بنومدلج کی سرزمین میں وادی ینبع کے مقام عشیرہ تک گئے۔ایک ماہ تک وہاں قیام کیا، بنومدلج اور بنوضمرہ سے صلح نامہ کیا اور کوئی جنگ کیے بغیر مدینہ لوٹ آئے۔حضرت عمار بن یاسر غزوۂ عشیرہ میں آپ کے ساتھ شریک تھے۔خود اس کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت علی میرے ساتھ تھے،ہم نے بنومدلج کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے چشمہ اور نخلستان میں مصروف عمل ہیں۔حضرت علی نے کہا: ابوالیقظان، دیکھیں کہ یہ لوگ کیا کرر ہے ہیں؟ ہم دونوں ان کے پاس پہنچے، کچھ دیر ان کے کام کو (دل چسپی سے) دیکھا تھا کہ ہم پر نیند غالب آنے لگی۔چنانچہ ہم آگے گئے اور چھوٹی کھجوروں کے درمیان نرم زمین پر پڑ گئے۔ہم سوئے پڑے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں کی حرکت سے جگایا۔زمین پر سوئے رہنے کی وجہ سے ہم غبار آلود ہو چکے تھے۔اس دن آپ نے حضرت علی سے فرمایا: اوابوتراب (غبار آلودہ)، تجھے کیا ہوا ہے؟ (احمد،رقم ۱۸۲۳۷)۔ کچھ اہل علم اس لقب کی وجۂ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ حضرت علی اور سیدہ فاطمہ کے مابین کوئی غلط فہمی ہوئی تو حضرت علی مسجد میں جا کر سو گئے اور چادر ہٹ جانے کی وجہ سے مٹی سے لتھڑ گئے تب آپ نے یہ لقب عطا کیا۔

[باقی]